ایمان کے فوائد

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

ایمان کے فوائد

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2023 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

ایمان کے فوائد

پہلی اشاعت .15 اپریل 2023۔

کاپی رائٹ ©2023 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

ایمان کے فوائد

اللہ تعالیٰ کی دوستی اور محبت

اللہ تعالیٰ کی رضامندی۔

اللہ تعالیٰ کی حفاظت

مشکلات سے فرار

ایک اچھی زندگی

قناعت

دماغ اور جسم کا سکون

نیک اعمال کی قبولیت

صحیح رہنمائی

صبر کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

درجات میں اضافہ

برتری اور کامیابی

نہ کوئی خوف نہ غم

نصیحت سے فائدہ حاصل کرنا

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے فائدہ اٹھانا

شکوک و شبہات دور ہوتے ہیں۔

مخلص توبہ کی ترغیب دیتا ہے۔

کبیرہ گناہوں پر استقامت سے روکتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

جہنم سے حفاظت

جنت کا حصول

ایمان حقیقی مومن کا سہارا ہے۔

نتیجہ

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ یوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com - پر دی جا سکتی ہیں

تعارف

مندرجہ ذیل مختصر کتاب میں اسلام پر حقیقی ایمان رکھنے کے کچھ دنیوی اور آخرت فوائد پر بحث کی گئی ہے، یعنی ایمان جس کی تائید اعمال سے ہوتی ہے۔ درحقیقت دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اور تمام برائیوں سے بچنا اسلام پر سچے ایمان کا نتیجہ ہے۔ سچے عقیدے کے فوائد کو سمجھنا ایک مسلمان کو اپنے عقیدے کو عملی جامہ پہنانے میں زیادہ محنت کرنے کی ترغیب دے گا جو بلاشبہ عظیم کردار کی طرف لے جاتا ہے۔

جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ قیامت کے ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے ایک ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نمبر 68 القلم آیت نمبر 4 میں فرمائی ہے:

‘‘اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔’’

لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

ایمان کے فوائد

اللہ تعالیٰ کی دوستی اور محبت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں واضح کر دیا ہے کہ وہ سچے ایمان والوں کا دوست ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 257:

"...اللہ ایمان والوں کا دوست ہے"

اللہ تعالیٰ مخلوق کی حفاظت اور حفاظت کرتا ہے اور ان کا خاص خیال رکھتا ہے۔ وہ فرمانبرداروں کو شیطان کی چالوں اور جال سے بچاتا ہے۔

ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراہم کردہ اسباب کو استعمال کرتے ہوئے اس نام الٰہی پر عمل کرنا چاہیے، لیکن ہر حال میں اس کی نگہبانی اور انتخاب پر بھروسہ کرنا چاہیے اور ہر صورت اور نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خواہ وہ کچھ انتخاب کے پیچھے حکمت کا مشاہدہ نہ کرے۔ اس سے صبر اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر قناعت کی ترغیب ملتی ہے۔ باب 65 میں طلاق، آیت 3:

اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہے‘‘۔’’

ایک مسلمان کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ گمراہی اور عذاب سے صرف سرپرست یعنی اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رہیں گے۔ یہ فخر کے تمام نشانوں کو دور کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ وہ اس کی مخلصانہ اطاعت کے ذریعے اس کی حفاظت تلاش کریں۔ ایک مسلمان کو اس اسم الٰہی پر عمل کرنا چاہیے کہ وہ اپنے پاس موجود ہر امانت کی حفاظت کرے جیسے کہ ان کی نعمتوں کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق استعمال کرتے ہوئے۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنے افعال و کلام کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رکھیں۔ یہ یقینی بنائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید برکات حاصل کریں گے۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7:

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ کروں گا۔"

صحیح بخاری نمبر 6502 میں موجود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک آسمانی حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ ایک مسلمان صرف اپنے فرائض کی ادائیگی سے ہی اس کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ اور وہ رضاکارانہ عمل صالح کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ وضاحت اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دو قسموں میں تقسیم کرتی ہے۔ پہلا گروہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے واجبات جیسے فرض نماز اور لوگوں کے حوالے سے جیسے فرض صدقہ کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اس کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر پر صبر کرنے سے ہو سکتا ہے۔

دوسری قسم کے وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا جاتا ہے وہ پہلے گروہ سے برتر ہیں کیونکہ وہ نہ صرف اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہیں بلکہ رضاکارانہ طور پر نیک کاموں میں بھی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا یہی واحد راستہ ہے۔ جو اس کے علاوہ کوئی راستہ اختیار کرے گا وہ اس اہم مقصد کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جدوجہد کیے بغیر ولیت حاصل کرنے کے تصور کو یکسر مسترد کرتا ہے۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے وہ محض جھوٹا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صحیح مسلم نمبر 4094 میں موجود حدیث کی تصدیق کی ہے کہ جب روحانی قلب پاک ہوتا ہے تو باقی جسم بھی پاک ہوجاتا ہے۔ یہ عمل صالح کی طرف لے جاتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اعمال صالحہ مثلاً اپنے واجبات کو ادا نہ کرے تو اس کا جسم نجس ہے یعنی اس کا روحانی دل بھی نجس ہے۔ یہ شخص کبھی اللہ تعالیٰ کے قرب تک نہیں پہنچ سکتا۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ سب سے بڑا رضاکارانہ عمل وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات پر مبنی ہو۔ جو کوئی بھی اپنی روایات کی بنا پر رضاکارانہ نیک اعمال انجام دینے کا انتخاب کرتا ہے اسے شیطان نے دھوکہ دیا ہے کیونکہ کوئی بھی راستہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں لے جا سکتا سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے اور اعمال کے۔ باب 3 علی عمران، آیت 31:

’’کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔‘‘

دوسرے اعلیٰ گروہ میں شامل متقی مسلمان بھی وہ ہیں جو اس مادی دنیا کی غیر ضروری چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ یہ رویہ انہیں اپنی کوششوں کو رضاکارانہ نیک اعمال انجام دینے پر مرکوز کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہی وہ گروہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت، عداوت، دے کر اور سب کچھ روک کر اپنے ایمان کو مکمل کیا۔ سنن ابوداؤد نمبر 4681 میں موجود حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

اس حدیث کو ختم کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب صرف اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر پر صبر کرنے کی صورت میں اس کی مخلصانہ اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور دونوں جہانوں میں کامیابی کا واحد راستہ ہے۔

سنن ابن ماجہ نمبر 4168 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ مضبوط مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ لازمی طور پر جسمانی طاقت کا حوالہ نہیں دیتا ہے جس کا استعمال اعمال صالحہ کے لیے کرتا ہے۔ لیکن اس سے مراد علم اور اس پر عمل کرنا بھی ہے۔ جب کوئی اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اس سے یقین کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ جس کا ایمان پختہ ہو وہ اپنے علم کے مطابق اپنے فرائض ادا کرے گا اور کمزور مومن کی طرح اندھی تقلید نہیں کرے گا۔ ایک کمزور مومن سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر کسی چیز پر یقین کرتا ہے جیسے کہ اسے بتایا گیا کہ کوئی شخص ان کے گھر کے اندر ہے جبکہ مضبوط مومن یقین رکھتا ہے اور علم کی بنیاد پر عمل کرتا ہے مثال کے طور پر، اگر اس نے اپنے گھر کے اندر موجود شخص کو کھڑکی سے دیکھا۔ جس کا ایمان جتنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرنے کی صورت میں اس کی اطاعت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دونوں جہانوں میں ان کی کامیابی میں اضافہ ہوتا ہے۔ باب 41 فصیلات، آیت 53:

’’ ہم اُن کو اپنی نشانیاں افق اور اُن کے اندر دکھائیں گے یہاں تک کہ اُن پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ کی رضامندی۔

باب 9 توبہ آیت 72:

"اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے وعدہ کیا ہے، اللہ کی رضا بہت زیادہ ہے"

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا صرف اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنی زندگیوں کے حوالے سے اس کے انتخاب کو ہر حال میں اس کی اطاعت کرتے ہوئے خلوص کے ساتھ منظور کرلیں گے۔

صحیح مسلم نمبر 7500 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ مومن کے لیے ہر حالت مبارک ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے ہر صورت حال کا جواب دینے کی ضرورت ہے، خاص طور پر مشکلات میں صبر اور آسانی کے وقت شکرگزاری۔

زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو وہ حالات ہیں جن میں لوگ خود کو پاتے ہیں چاہے وہ آسانی کے وقت ہوں یا مشکلات۔ کسی شخص کو کس صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا کنٹرول ان کے ہاتھ سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور ان سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس لیے جن حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان پر زور دینا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ وہ مقدر ہیں اور اس لیے ناگزیر ہیں۔ دوسرا پہلو ہر صورت حال پر ایک شخص کا ردعمل ہے۔ یہ ہر شخص کے اختیار میں ہے اور یہ وہی ہے جس پر ان کا فیصلہ کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر، کسی مشکل صورتحال میں صبر یا بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔ لہٰذا، ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے رویے اور رد عمل پر توجہ مرکوز کرے، بجائے اس کے کہ کسی صورت حال میں ہونے پر زور دیا جائے کیونکہ یہ ناگزیر ہے۔ اگر کوئی مسلمان دونوں جہانوں میں کامیابی

چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ہر حال کا اندازہ لگا لے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کام کرے۔ مثال کے طور پر، آسانی کے وقت ان کو چاہیے کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں جو ان کے پاس ہیں جیسا کہ اسلام نے تجویز کیا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا سچا شکر ہے۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7:

" اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ کروں گا۔"

اور مشکل کے وقت انہیں صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے چاہے وہ انتخاب کے پیچھے کی حکمت کو نہ سمجھیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

اللہ تعالیٰ کی حفاظت

باب 22 الحج، آیت 38:

"...بے شک اللہ ایمان والوں کی حفاظت کرتا ہے"

صحیح بخاری نمبر 6502 میں موجود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک آسمانی حدیث میں اللہ تعالیٰ نے چند اہم باتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے خلاف اعلان جنگ فرماتا ہے جو اپنے کسی نیک دوست سے دشمنی کرتا ہے۔

ایسا اس طرح ہوتا ہے کہ جو شخص کسی کے دوست سے دشمنی ظاہر کرتا ہے وہ درحقیقت اس شخص سے بالواسطہ دشمنی دکھا رہا ہوتا ہے۔ یہ بالواسطہ طور پر مسلمانوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دوستی رکھیں اور ان کے لیے کبھی کسی قسم کی دشمنی یا ناپسندیدگی کا اظہار نہ کریں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں جیسا کہ شیطان کا رویہ ہے۔ باب 60 الممتحنہ، آیت 1:

‘‘اے لوگو جو ایمان لائے ہو، میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔’’

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی بھی صورت اس کے خلاف جنگ ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کو ہر قسم کی نافرمانی سے بچنا چاہیے جس میں اس کی اطاعت میں کوشش کرنے والوں کو ناپسند کرنا بھی شامل ہے کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا

ہے۔ مثال کے طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 3862 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ کوئی شخص کبھی بھی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین نہ کرے کیونکہ ان کی توہین کرنا توہین کے مترادف ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جس نے آپ کو نقصان پہنچایا اس نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی ہے۔ اور اس گنہگار کو جلد ہی سزا ملے گی جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں۔

اس کے بعد جو اہم حدیث زیر بحث ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص فرائض کی ادائیگی اور نفلی اعمال کی انجام دہی میں کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پانچوں حواس کو برکت دیتا ہے تاکہ وہ ان کو اس کی اطاعت میں استعمال کریں۔ یہ نیک بندہ بہت کم گناہ کرے گا۔ ہدایت میں اس اضافے کی طرف باب 29 العنکبوت، آیت 69 میں اشارہ کیا گیا ہے:

‘‘اور جو لوگ ہمارے لیے کوشش کرتے ہیں، ہم ان کو اپنی راہیں ضرور دکھائیں گے۔’’

یہ مسلمان فضیلت کے اس درجے کو پہنچ جاتا ہے جس کا ذکر صحیح مسلم نمبر 99 میں موجود حدیث میں آیا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک مسلمان عمل کرتا ہے جیسے نماز، گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ جو اس درجے تک پہنچ جائے گا وہ اپنے دماغ اور جسم کو گناہوں سے محفوظ رکھے گا۔ یہ وہ ہے جو جب بولتے ہیں تو اللہ کے لیے بولتے ہیں، جب خاموش ہوتے ہیں تو اللہ کے لیے خاموش رہتے ہیں۔ جب وہ کام کرتے ہیں تو اس کے لیے کام کرتے ہیں اور جب وہ خاموش ہوتے ہیں تو اس کی خاطر ہوتے ہیں۔ یہ توحید اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سمجھنے کا ایک پہلو ہے۔

اگلی بات جو زیر بحث مرکزی حدیث میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان کی یہ دعا پوری ہوگی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت حاصل ہوگی۔ یہ ان لوگوں کے لیے ایک واضح سبق ہے جو حلال دنیاوی چیزوں کے خواہش مند ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کے سوا کسی ذریعہ سے ان کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ کوئی روحانی استاد یا کوئی اور شخص کسی شخص کو اس وقت تک چیزیں نہیں دے سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش نہ کرے اور ان چیزوں کو حاصل کرنا ان کا مقدر ہو۔

مشکلات سے فرار

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے نجات کا وعدہ کیا ہے جس طرح اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو وہیل مچھلی نے نگلنے کے بعد بچایا تھا۔ باب 21 الانبیاء، آیات 87-88:

اور اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے مصیبت سے بچا لیا۔ اور اسی طرح ہم مومنوں کو بچاتے ہیں۔"

درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 3505 میں موجود ایک حدیث میں اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ جو بھی مومن حضور کی دعا کو استعمال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے گا اور نجات دے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام۔

مندرجہ ذیل آیت کے مطابق ایک مسلمان کو تمام مشکلات اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے جب تک کہ وہ اپنے ایمان کو حقیقی معنوں میں حاصل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرتے ہیں، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہیں اور تقدیر کا سامنا کرتے ہیں۔ صبر باب 65 میں طلاق، آیت 2:

‘‘اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔ ’’

مسند احمد نمبر 2803 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو سمجھنے کی اہمیت کی تلقین فرمائی کہ انسان کو درپیش ہر مشکل کے بعد آسانی ہوگی۔ یہ حقیقت قرآن مجید میں بھی بیان کی گئی ہے، مثال کے طور پر، باب 65، آیت 7:

‘‘اللہ تعالیٰ سختی کے بعد آسانی پیدا کرے گا۔’’

مسلمانوں کے لیے اس حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اس سے صبر اور قناعت بھی جنم لیتی ہے۔ حالات کی تبدیلیوں پر غیر یقینی ہونا کسی کو بے صبری، ناشکری اور یہاں تک کہ غیر قانونی چیزوں کی طرف لے جا سکتا ہے، جیسے کہ غیر قانونی رزق۔ لیکن جو اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ آخرکار تمام مشکلات آسانی سے بدل جائیں گی وہ اسلام کی تعلیمات پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے صبر سے اس تبدیلی کا انتظار کرے گا۔ یہ صبر اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 146:

‘‘اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔’’

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایسی بے شمار مثالیں بیان کی ہیں جب مشکل حالات کے بعد آسانی اور برکت آتی تھی۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے کس بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں سیلاب عظیم سے بچایا اس کا ذکر ہے۔ باب 21 الانبیاء، آیت 76:

" اور نوح کا ذکر کریں جب اس نے]اس وقت [سے پہلے]اللہ کو [پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت]یعنی سیلاب [سے بچا لیا۔

ایک اور مثال باب 21 الانبیاء، آیت 69 میں ملتی ہے:

ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو‘‘۔’’

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک عظیم آگ کی صورت میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس کو ٹھنڈا اور پر سکون بنا دیا۔

یہ اور بہت سی مثالیں قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں تاکہ مسلمان یہ سمجھیں کہ مشکل کا لمحہ آخر کار اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے آسانی کا باعث بنتا ہے۔ اس کے احکام کو پورا کرنے سے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرنے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرنے سے۔

لہٰذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں تاکہ وہ ان گنت صورتوں کا مشاہدہ کریں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد آسانی عطا فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو تعلیمات الٰہی میں مذکور بڑی مشکلات سے بچا لیا ہے تو وہ فرمانبردار مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی مشکلات سے بھی بچا سکتا ہے اور بچا بھی سکتا ہے۔

ایک اچھی زندگی

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کریں، اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حسن سلوک کرنے والے کے لیے دونوں جہانوں میں اچھی زندگی کی ضمانت دی ہے۔ اس انداز میں .باب 16 النحل، آیت 97:

" جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی بسر کریں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔ "

یہ اچھی زندگی ایک مسلمان کو شدید غم، افسردگی اور دیگر شدید مزاج اور دماغی عوارض سے بچائے گی جو انسان کی زندگی کو تباہ کر سکتے ہیں۔ اگر چہ مسلمانوں کو ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا جس سے وہ غمگین ہوں گے لیکن اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کریں گے تو یہ غم کبھی انتہا نہیں کرے گا اور ان کی ساری زندگی کو طویل مدتی بنیادوں پر متاثر کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں کوشش کرتا ہے، اس کے پاس ہار مانے بغیر اور ڈپریشن اور یہاں تک کہ خودکشی کے بغیر اپنی مشکلات میں آگے بڑھنے کی بہترین وجہ ہے۔ مثال کے طور پر، وہ ان گنت انعامات کے منتظر ہیں جو مریض کو دیا جائے گا۔ باب 39 از زمر، آیت 10:

‘‘بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا [یعنی حد]۔’’

جبکہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش نہیں کرتا اور صرف اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اسے یہ رویہ اور اچھی زندگی نہیں دی جائے گی۔ اور جب بھی انہیں

مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو یہ انہیں انتہائی موڈ اور ذہنی خرابیوں کی طرف لے جائے گا جو ان کی پوری زندگی کو تباہ کر دے گا۔

قناعت

جامع ترمذی نمبر 2465 کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ جو شخص آخرت کو مادی دنیا پر ترجیح دے گا اسے قناعت ملے گی، اس کے معاملات درست کر دیے جائیں گے اور ان کو اس کی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آسان طریقے سے ان کا مقدر رزق۔

اس نصف حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے بارے میں اپنے فرائض کو صحیح طریقے سے ادا کرے گا، جیسے کہ اس مادی دنیا کی زیادتی سے بچتے ہوئے اپنے اہل و عیال کو حلال طریقے سے مہیا کرنا، اسے قناعت ملے گی۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی لالچی ہوئے بغیر اور زیادہ دنیوی چیزیں حاصل کرنے کے لیے سرگرم کوشش کے بغیر اپنے پاس موجود چیزوں سے خوش ہوتا ہے۔ درحقیقت، جو شخص اپنے پاس موجود چیزوں پر راضی ہے وہ واقعی ایک امیر شخص ہے، خواہ اس کے پاس دولت کم ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ چیزوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ کسی بھی چیز کی آزادی انسان کو اس کے حوالے سے امیر بناتی ہے۔

اس کے علاوہ، یہ رویہ کسی بھی دنیاوی مسائل سے آرام سے نمٹنے کی اجازت دے گا جو اس کی زندگی کے دوران پیدا ہوسکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مادی دنیا کے ساتھ جتنا کم میل جول رکھتا ہے اور آخرت پر توجہ مرکوز کرتا ہے وہ کم دنیاوی مسائل کا سامنا کرے گا۔ انسان کو جتنے کم دنیوی مسائل کا سامنا ہوگا اس کی زندگی اتنی ہی آرام دہ ہوگی۔ مثال کے طور پر، جس کے پاس ایک گھر ہے اس کے پاس اس کے حوالے سے کم مسائل ہوں گے، جیسے ٹوٹا ہوا ککر، دس مکان رکھنے والے کے مقابلے میں۔ آخر کار، یہ شخص آسانی سے اور خوشگوار طریقے سے اپنا حلال رزق حاصل کر لے گا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں ایسا فضل ڈال دے گا کہ اس سے ان کی تمام ذمہ داریاں اور ضروریات پوری ہوں گی، ان کو اور ان کے زیر کفالت افراد کو تسکین ملے گی۔

لیکن جیسا کہ اس حدیث کے دوسرے نصف میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو شخص مادی دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے، اپنے فرائض سے غفلت برتتا ہے یا اس مادی دنیا کی غیرضروری اور ضرورت سے زیادہ کوشش کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت یعنی حرص دنیاوی چیزوں کے لیے ہے۔ کبھی مطمئن نہیں ہوتے جو تعریف کے مطابق انہیں غریب بنا دیتا ہے چاہے ان کے پاس بہت زیادہ دولت ہو۔ یہ لوگ دن بھر ایک دنیاوی مسئلے سے دوسرے مسئلے میں جائیں گے اور قناعت حاصل کرنے میں ناکام رہیں گے کیونکہ انہوں نے بہت سے دنیاوی دروازے کھول رکھے ہیں۔ اور انہیں ان کا مقدر دیا ہوا رزق مشکل سے ملے گا اور یہ انہیں اطمینان نہیں دے گا اور نہ ہی ان کے لالچ کو بھرنے کے لیے کافی ہوگا۔ یہاں تک کہ یہ انہیں حرام کی طرف دھکیل سکتا ہے جس سے دونوں جہانوں میں نقصان ہی ہوتا ہے۔

دماغ اور جسم کا سکون

اس دنیا میں ذہنی سکون حاصل کرنا تمام لوگوں کے لیے، خواہ وہ کسی بھی عقیدے یا سماجی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں، ایک عالمی مقصد اور ہدف ہے۔ یہ حتمی وجہ ہے کہ لوگ اس مادی دنیا میں جدوجہد کرتے ہیں، طویل گھنٹے کام کرتے ہیں اور اپنی زیادہ تر کوششیں اس دنیا کے لیے وقف کرتے ہیں۔ لوگ ایسی زندگی حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں جس میں انہیں مالی مشکلات جیسی کوئی پریشانی یا پریشانی نہ ہو۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ لوگ، خاص طور پر مسلمان، کس طرح غلط جگہ پر ذہنی سکون تلاش کرتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص جو ابھی تک فٹ بال کا کھیل دیکھنا چاہتا ہو، کرکٹ میچ میں جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ حقیقی ذہنی سکون صرف اس کی اطاعت میں ہے جس میں اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر پر صبر کرنا شامل ہے۔ باب 13 الرعد، آیت 28:

‘‘بلاشبہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔’’

جب بھی کوئی شخص مادی دنیا میں ذہنی سکون تلاش کرتا ہے تو یہ اسے اپنے مقصد سے مزید دور لے جاتا ہے۔ جب بھی انسان اس مادی دنیا کے حوالے سے کوئی ہدف طے کرتا ہے تو وہ ہدف مزید اہداف کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ شخص جس چیز کی تلاش کر رہا تھا اسے حاصل کیے بغیر اس دنیا سے چلا جاتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ امیروں کو حقیقی ذہنی سکون حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ عام لوگوں سے زیادہ دباؤ کا شکار ہوتے ہیں اور دنیا سے جو کچھ بھی حاصل کرتے ہیں وہ ان کے لیے بوجھ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 2465 میں موجود ایک حدیث میں یہ نصیحت فرمائی کہ جو شخص آخرت پر توجہ کرے گا اس کے دل کی دولت سے مالا مال ہو گا اور اللہ عزوجل اس کی طرف توجہ کرے گا۔ اپنے معاملات کو معنی خیز منظم کریں، انہیں ذہنی سکون حاصل ہوگا۔ لیکن جو مادی دنیا پر توجہ مرکوز کرے گا وہ صرف اپنی غربت دیکھے گا اور ان کے معاملات پراگندہ معنی بن جائیں گے، انہیں ذہنی سکون حاصل نہیں ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ ذہنی سکون پاتا ہے خواہ اس کے پاس دنیا کا کچھ حصہ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن جو مادی دنیا میں کھو گیا ہے وہ ایک دنیوی دروازے سے دوسرے دروازے تک جائے گا لیکن اسے کبھی حقیقی سکون نہیں ملے گا کیونکہ اسے وہاں نہیں رکھا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اور اگر کوئی مسلمان میچ میں نہیں جانا چاہئے فٹ بال کا کھیل دیکھنا چاہتا ہے تو اسے کرکٹ

ذہنی سکون چاہتا ہے تو اسے مادی دنیا میں تلاش نہ کرے کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مضمر ہے۔ واضح رہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کو زندگی بھر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ اس کی ضمانت دی گئی ہے لیکن ان کی اطاعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان سے خوف اور غم کو دور کر دے گا تاکہ وہ اس پر ثابت قدم رہیں۔ صحیح راستہ .یہ اس سے ملتا جلتا ہے جو صرف طبی طریقہ کار سے ہلکی سی تکلیف محسوس کرتا ہے کیونکہ انہیں بے ہوشی کی گئی ہے۔

نیک اعمال کی قبولیت

دونوں جہانوں میں اعمالِ صالحہ کا بدلہ صرف اسی وقت ملتا ہے جب کوئی شخص اپنے ایمان کو سچا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل صالح انجام دیتا ہے۔ باب 21 الانبیاء، آیت 94:

پس جو شخص مومن ہو کر نیک عمل کرے گا تو اس کی کوشش کو رد نہیں کیا جائے گا‘‘۔’’

صحیح بخاری نمبر 6464 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اعمال صحیح، خلوص اور اعتدال کے ساتھ کئے جائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ انسان کے اعمال اسے جنت میں نہیں لے جائیں گے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اعمال وہ ہیں جو باقاعدگی سے ہوں خواہ وہ کم ہوں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ صحیح معنوں میں اعمال کو انجام دیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق، کیونکہ اس ہدایت کے بغیر اعمال انجام دینے سے اللہ تعالیٰ کی رضا سے دور ہو جائے گا۔ باب 3 علی عمران، آیت 31:

’’ کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا‘‘۔

اس کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنا چاہیے، نہ کہ کسی اور وجہ سے، جیسے دکھاوے کے لیے۔ ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ وہ ان لوگوں سے اپنا اجر حاصل کریں جن کے

لیے انہوں نے قیامت کے دن عمل کیا، جو ممکن نہیں ہوگا۔ اس کی تنبیہ جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود حدیث میں کی گئی ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اوپر زیادہ بوجھ ڈالے بغیر اعتدال کے ساتھ رضاکارانہ نیک اعمال انجام دیں کیونکہ یہ اکثر ترک کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اس کے بجائے، انہیں اپنی استطاعت اور اسباب کے مطابق باقاعدگی سے عمل کرنا چاہیے، خواہ یہ اعمال سائز اور تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ ان بڑے اعمال سے کہیں زیادہ برتر ہے جو ایک بار انجام دیے جاتے ہیں۔

آخر میں، ایک مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہیں، کیونکہ انہیں انجام دینے کا الہام، علم، طاقت اور موقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ لہٰذا مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ اس حقیقت کو سمجھنا غرور کی مہلک خصوصیت کو روکتا ہے۔ ایک ایٹم کی قیمت کسی کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے۔ صحیح مسلم نمبر 266 میں موجود حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔

ایمان کے بغیر عمل صالح کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں دیتا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 145:

‘‘اور جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دیں گے ۔’’

لیکن آخرت میں ثواب کے لیے ایمان کی ضرورت ہے اور اس کے بغیر اعمال کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ باب 25 الفرقان، آیت 23:

"اور ہم ان کے اعمال کی طرف رجوع کریں گے اور انہیں پراگندہ خاک بنا دیں گے۔ "

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اعمال کی بنیاد اسلام کے عقیدہ کے علاوہ کسی اور چیز پر رکھی گئی ہے جس کی روح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کرنا ہے۔ اس پر ہو باب 39 از زمر، آیت 65:

’’اگر تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراؤ گے تو یقیناً تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔‘‘

صحیح رہنمائی

باب 47 محمد، آیت 7 :

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کا ساتھ دو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم " جمائے گا۔"

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اسلام کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں ان کی مدد کرے گا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ لاتعداد لوگ اللہ تعالیٰ کی مدد کے خواہاں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کر کے اس آیت کے پہلے حصے کو پورا نہیں کرتے۔ .اکثر لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ان کے پاس اعمال صالحہ کے لیے وقت نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے خواہاں ہیں، پھر بھی ان کاموں کے لیے وقت نہیں نکالیں گے جن سے وہ خوش ہے۔ کیا اس کی کوئی منطق ہے؟ جو لوگ فریضہ ادا نہیں کرتے اور پھر ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ سے مدد کی امید رکھتے ہیں وہ بالکل بے وقوف ہیں۔ اور جو لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں لیکن ان سے آگے جانے سے انکار کرتے ہیں وہ دیکھیں گے کہ انہیں ملنے والی امداد محدود ہے۔ کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ جتنا زیادہ وقت اور توانائی اللہ تعالیٰ کے لیے وقف ہوگی، انہیں اتنی ہی زیادہ مدد ملے گی۔ یہ واقعی اتنا آسان ہے۔

ایک مسلمان کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ واجبات کی اکثریت، جیسے کہ پنجگانہ نمازیں، صرف ایک دن میں تھوڑا سا وقت لیتی ہیں۔ ایک مسلمان یہ توقع نہیں کر سکتا کہ وہ دن میں بمشکل ایک گھنٹہ فرض نماز کی ادائیگی کے لیے وقف کرے اور پھر باقی دن اللہ تعالیٰ سے غافل رہے اور پھر بھی تمام مشکلات میں اس سے مسلسل مدد کی امید رکھے۔ ایک شخص اس دوست کو ناپسند کرے گا جو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ تو پھر اللہ رب العالمین کے ساتھ ایسا سلوک کیسے ہو سکتا ہے؟

کچھ لوگ صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اضافی وقت صرف کرتے ہیں، جب انہیں کوئی دنیوی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو اس سے اس کو حل کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ایک احسان رضاکارانہ طور پر کیا ہے۔ یہ احمقانہ ذہنیت واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی بندگی کے خلاف ہے۔ یہ حیرت انگیز ہے کہ اس قسم کے لوگ اپنی تمام تفریحی سرگرمیاں، جیسے کہ خاندان اور دوستوں کے ساتھ وقت گزارنے، ٹی وی دیکھنا اور سماجی تقریبات میں شرکت کے لیے کیسے وقت نکالتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے وقت نہیں نکال پاتے۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت اور اس کی تعلیمات کو اپنانے کے لیے وقت نہیں نکال پاتے۔ انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات کے مطالعہ اور ان پر عمل کرنے کا وقت نظر نہیں آتا۔ یہ لوگ کسی نہ کسی طرح اپنی غیر ضروری آسائشوں پر خرچ کرنے کے لیے دولت تلاش کرتے ہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ انہیں رضاکارانہ خیرات میں دینے کے لیے کوئی دولت نہیں ملتی۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ایک مسلمان کے ساتھ اس کے برتاؤ کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اضافی وقت لگاتا ہے، تو اسے وہ سہارا مل جائے گا جس کی انہیں تمام مشکلات سے باحفاظت سفر کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر وہ واجبات کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی دوسرا وقت صرف کیے بغیر صرف ان کو پورا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ایسا ہی جواب ملے گا۔ سیدھے الفاظ میں، جتنا زیادہ دیتا ہے، وہ اتنا ہی زیادہ وصول کرے گا۔ اگر کوئی زیادہ نہیں دیتا تو اسے بدلے میں زیادہ امید نہیں رکھنی چاہئے۔

اس کے علاوہ جو لوگ اپنے ایمان کو عملی جامہ پہناتے ہیں ان کو یہ صلاحیت بھی دی جائے گی کہ وہ اپنے پاس موجود ہر نعمت کو صحیح طریقے سے استعمال کریں تاکہ وہ دونوں جہانوں میں اجر اور مزید برکتیں حاصل کریں۔ حقیقت میں، زیادہ تر معاملات میں اس مادی دنیا میں کوئی بھی چیز بذات خود اچھی یا بری نہیں ہے، جیسے کہ دولت۔ جو چیز کسی چیز کو اچھی یا بری بناتی ہے وہ اس کے استعمال کا طریقہ ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اس کا اصل مقصد یہی تھا کہ اس کا صحیح استعمال اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہو۔ جب کسی چیز کا صحیح استعمال نہ کیا جائے تو وہ حقیقت میں بیکار ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، دولت دونوں جہانوں میں مفید ہے جب اس کا صحیح استعمال کیا جائے جیسے کہ کسی شخص اور اس کے زیر کفالت افراد کی ضروریات پر خرچ کیا جائے۔ لیکن اگر اسے صحیح طریقے سے استعمال نہ کیا جائے، مثلاً ذخیرہ اندوزی یا گناہ کی چیزوں پر خرچ کرنا، تو یہ بیکار اور اس کے اٹھانے والے کے لیے لعنت بھی بن سکتا ہے۔ محض دولت جمع کرنے سے دولت کی قدر و قیمت

ختم ہوجاتی ہے۔ کاغذ اور دھاتی سکے ایک ٹک کے فاصلے پر کیسے کارآمد ہو سکتے ہیں؟ اس سلسلے میں، کاغذ کے ایک ٹکڑے اور پیسے کے نوٹ میں کوئی فرق نہیں ہے .یہ تب ہی مفید ہے جب اسے صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے۔

لہٰذا اگر کوئی مسلمان چاہتا ہے کہ اس کے تمام دنیاوی اموال اس کے لیے دونوں جہانوں میں نعمت بن جائیں تو اسے صرف یہ کرنا ہے کہ قرآن پاک میں موجود تعلیمات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق ان کا صحیح استعمال کریں۔ اسے لیکن اگر وہ ان کا غلط استعمال کریں گے تو وہی نعمت ان کے لیے دونوں جہانوں میں بوجھ اور لعنت بن جائے گی۔ یہ اتنا ہی آسان ہے۔

صبر کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

لوگوں کو اپنی زندگی کے ہر لمحے آزمائشوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن یقین اور یقین انہیں تسلی اور تسلی دیتا ہے۔ ایمان کو عملی جامہ پہنانے سے صبر کو اپنانے میں مدد ملتی ہے تاکہ وہ بے شمار اجر حاصل کر سکے۔

مسند احمد نمبر 2803 میں ایک حدیث ہے کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کرنا اجر عظیم کا باعث ہے۔ باب 39 از زمر، آیت 10:

"بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا]یعنی حد[..."

ایمان کے تین پہلوؤں کی تکمیل کے لیے صبر ایک کلیدی عنصر ہے :اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا سامنا کرنا۔ لیکن صبر سے زیادہ اعلیٰ اور زیادہ ثواب کا درجہ قناعت ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک مسلمان گہرا یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے اور اس لیے وہ اس کے انتخاب کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

ایک صابر مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ جس چیز نے بھی ان پر اثر ڈالا، مثلاً ایک مشکل، اس سے بچا نہیں جا سکتا تھا، چاہے ساری مخلوق ان کی مدد کرے۔ اسی طرح جو کچھ بھی ان سے چھوٹ گیا وہ ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ جو شخص اس حقیقت کو صحیح معنوں میں قبول کر لیتا ہے وہ اس چیز پر فخر اور فخر نہیں کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مختص کیا ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی ایسی چیز پر غمگین ہوں گے جس کو حاصل کرنے میں وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے میں ناکام رہے، اس نے وہ چیز ان کے لیے مختص نہیں کی اور نہ ہی کوئی چیز اس حقیقت کو بدل سکتی ہے۔ باب 57 الحدید، آیات 22-23:

" کوئی آفت زمین پر یا آپ کے درمیان نہیں آتی ہے سوائے اس کے کہ ہم اسے وجود میں لانے سے پہلے ایک رجسٹر 1 میں موجود ہوں - بے شک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔ تاکہ تم اس چیز پر مایوس نہ ہو جو تم سے چھوٹ گئی ہے اور جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس پر فخر نہ کرو۔''

اس کے علاوہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ نمبر 79 میں موجود ایک حدیث میں یہ نصیحت کی ہے کہ جب کوئی چیز واقع ہو تو مسلمان کو اس بات پر پختہ یقین رکھنا چاہئے کہ وہ فیصلہ شدہ ہے اور کوئی چیز اس کے نتیجے کو نہیں بدل سکتی۔ اور ایک مسلمان کو یہ خیال کرتے ہوئے پچھتاوا نہیں ہونا چاہیے کہ اگر وہ کسی نہ کسی طرح مختلف طریقے سے برتاؤ کرتے تو وہ نتائج کو روک سکتے تھے کیونکہ یہ رویہ صرف شیطان کو بے صبری اور تقدیر کے بارے میں شکایت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک صابر مسلمان صحیح معنوں میں یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی منتخب کیا ہے وہ ان کے لیے بہترین ہے خواہ وہ اس کے پیچھے موجود حکمت کو نہ بھی دیکھیں۔ صبر کرنے والا اپنے حالات میں تبدیلی کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کے لیے دعا بھی کرتا ہے لیکن جو کچھ ہوا اس کی شکایت نہیں کرتا۔ ثابت قدم رہنا ایک مسلمان کو بڑے درجے پر لے جا سکتا ہے یعنی قناعت۔

قناعت کرنے والا حالات میں تبدیلی کی خواہش نہیں رکھتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ان کی پسند سے بہتر ہے۔ یہ مسلمان صحیح مسلم نمبر 7500 میں موجود حدیث پر پختہ یقین رکھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اگر انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو انہیں صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے جس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر وہ آسانی کے وقت کا تجربہ کرتے ہیں تو انہیں شکر ادا کرنا چاہئے جو برکتوں کا باعث بنتا ہے.

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آزماتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔ اگر وہ صبر کا مظاہرہ کریں گے تو انہیں اجر ملے گا لیکن اگر وہ ناراض ہیں تو یہ ان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی کمی کا ثبوت ہے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 2396 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

ایک مسلمان کو آسانی اور مشکل دونوں وقتوں میں صبر کرنا چاہیے یا اللہ تعالیٰ کے اختیار اور حکم پر قناعت کرنا چاہیے۔ اس سے کسی کی پریشانی میں کمی آئے گی اور اسے دونوں جہانوں میں بہت سی نعمتیں ملیں گی۔ جبکہ، بے صبری صرف اس انعام کو ختم کر دے گی جو وہ حاصل کر سکتے تھے۔ کسی بھی صورت میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ صورت حال سے گزرے گا، لیکن یہ ان کا اختیار ہے کہ وہ اجر چاہتے ہیں یا نہیں۔

ایک مسلمان اس وقت تک کامل اطمینان حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ مشکل اور آسانی کے وقت ان کا رویہ برابر نہ ہو۔ ایک سچا بندہ فیصلہ کے لیے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس کیسے جا سکتا ہے اور پھر ناخوش کیسے ہو سکتا ہے جب انتخاب ان کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اس بات کا ایک حقیقی امکان ہے کہ اگر کسی شخص کو وہ حاصل ہو جائے جس کی وہ خواہش کرتا ہے تو وہ اسے تباہ کر دے گا۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

ایک مسلمان کو کنارے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔ یعنی جب حکم الٰہی ان کی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ غضب ناک ہو جاتے ہیں گویا وہ اللہ تعالیٰ سے بہتر جانتے ہیں۔ باب 22 الحج، آیت 11:

" اور لوگوں میں سے وہ ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے۔ اگر اسے اچھائی چھو جاتی ہے، تو اسے تسلی ملتی ہے۔ لیکن اگر وہ آزمائش میں پڑ جائے تو وہ منہ موڑ لیتا ہے۔ اس نے دنیا اور آخرت کھو دی ہے۔ یہی صریح نقصان ہے۔''

ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی پسند کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے جیسا کہ وہ کسی قابل اعتماد ڈاکٹر کے ساتھ کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان ڈاکٹر کی تجویز کردہ کڑوی دوا لینے کی شکایت نہیں کرے گا یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے اسے یہ جانتے ہوئے کہ دنیا میں جو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے قبول کرنا چاہیے اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ درحقیقت ایک سمجھدار شخص کڑوی دوا کے لیے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرے گا اور اسی طرح ایک ذہین مسلمان کسی بھی صورت حال کا سامنا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا۔

اس کے علاوہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ قرآن پاک کی بہت سی آیات اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کا جائزہ لے جن میں صبر کرنے والے اور قناعت کرنے والے مسلمان کو ملنے والے اجر کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس پر گہرا غور و فکر ایک مسلمان کو مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ثابت قدم رہنے کی ترغیب دے گا۔ مثال کے طور پر، باب 39 از زمر، آیت 10:

"بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا [یعنی حد]..."

ایک اور مثال جامع ترمذی نمبر 2402 میں موجود حدیث میں مذکور ہے۔ اس میں یہ نصیحت ہے کہ جب صبر کے ساتھ دنیا میں آزمائشوں اور مشکلات کا سامنا کرنے والوں کو ان کا اجر ملے گا جن لوگوں نے ایسی آزمائشوں کا سامنا نہیں کیا وہ کاش صبر کے ساتھ ایسی مشکلات کا مقابلہ کرتے۔ جیسا کہ ان کی جلد قینچی سے کاٹ دی جاتی ہے۔

صبر اور قناعت حاصل کرنے کے لیے جس چیز کو اللہ تعالیٰ کسی شخص کے لیے چنتا ہے وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں پائے جانے والے علم کی تلاش اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ وہ ایمان کی بلندی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کا تذکرہ صحیح مسلم نمبر 99 میں موجود ایک حدیث میں کیا گیا ہے۔ ایمان میں فضیلت اس وقت ہے جب کوئی مسلمان نماز جیسے اعمال بجا لائے گویا وہ اللہ تعالیٰ کی گواہی دے سکتا ہے۔ جو اس درجے پر پہنچ جائے گا وہ مشکلات اور آزمائشوں کا درد محسوس نہیں کرے گا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت میں پوری طرح غرق ہو جائے گا۔ یہ ان عورتوں کا حال ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹتے وقت درد محسوس نہیں کرتی تھیں۔ باب 12 یوسف، آیت 31:

اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی اور کہا، "ان کے سامنے نکل آ۔ "اور جب انہوں نے ..." اسے دیکھا تو اس کی بہت تعریف کی اور اپنے ہاتھ کاٹ کر کہنے لگے کہ اللہ کامل ہے یہ کوئی آدمی نہیں ہے، یہ کوئی اور نہیں بلکہ ایک بزرگ فرشتہ ہے۔

اگر کوئی مسلمان ایمان کے اس اعلیٰ درجے تک نہیں پہنچ سکتا تو اسے کم از کم اس نچلے درجے تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا ذکر پہلے حدیث میں ہے۔ یہ وہ درجہ ہے جہاں انسان کو مسلسل معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص کسی مستند شخصیت کے سامنے شکایت نہیں کرے گا، جیسے کہ آجر، ایک مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی موجودگی سے مسلسل آگاہ ہے، اس کے انتخاب کے بارے میں شکایت نہیں کرے گا۔

درجات میں اضافہ

باب 58 المجادلہ، آیت 11:

‘‘اللہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجات بلند کرے گا۔’’

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٹھاتا ہے جو اپنے ایمان اور علم کو دونوں جہانوں میں حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کی مخلوق کے نزدیک ان کا درجہ بڑا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 2645 میں موجود حدیث میں نصیحت فرمائی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو بھلائی دینا چاہتا ہے تو اسے اسلامی علم عطا کرتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلمان خواہ اس کے ایمان کی مضبوطی ہو دونوں جہانوں میں بھلائی کا خواہاں ہے۔ اگرچہ بہت سے مسلمانوں کا غلط خیال ہے کہ یہ خیر جس کی وہ خواہش کرتے ہیں وہ شہرت، دولت، اختیار، صحبت اور اپنے کیریئر میں مضمر ہے، یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ حقیقی دیرپا بھلائی اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ دینی علم کی ایک شاخ مفید دنیاوی علم ہے جس کے ذریعے انسان اپنی ضروریات اور اپنے زیر کفالت افراد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے حلال رزق کماتا ہے۔ اگرچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی نشاندہی کر دی ہے کہ بھلائی کہاں ہے پھر بھی یہ شرم کی بات ہے کہ کتنے مسلمان اس کی قدر نہیں کرتے۔ وہ زیادہ تر معاملات میں اپنے واجبات کو پورا کرنے کے لیے صرف اسلامی علم کا کم سے کم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات جیسی مزید چیزوں کو حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس کے بجائے وہ دنیاوی چیزوں پر اپنی کوششیں وقف کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ وہاں حقیقی اچھائی پائی جاتی ہے۔ بہت سے مسلمان

اس بات کی تعریف کرنے میں ناکام رہتے ہیں کہ نیک پیشروؤں کو صرف ایک آیت یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکھنے کے لیے ہفتوں تک سفر کرنا پڑا، جب کہ آج کوئی اپنا گھر چھوڑے بغیر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود، بہت سے لوگ آج کے دور کے مسلمانوں کو دی گئی اس نعمت کو استعمال کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بے پایاں رحمت سے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نہ صرف یہ بتا دیا ہے کہ سچی بھلائی کہاں ہے بلکہ اس نیکی کو انگلی کے اشارے پر بھی رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو بتا دیا ہے کہ ایک ابدی دفن خزانہ کہاں ہے جو دونوں جہانوں میں پیش آنے والے تمام مسائل کو حل کر سکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو یہ بھلائی تبھی ملے گی جب وہ اسے حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی جدوجہد کریں گے۔

برتری اور کامیابی

وقت کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے کے باوجود ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی طاقت میں کمی آئی ہے۔ ہر مسلمان اپنے عقیدے کی مضبوطی سے قطع نظر قرآن پاک کی صداقت پر یقین رکھتا ہے کیونکہ یہ ان کے ایمان سے محروم ہو جائے گا۔ درج ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ نے برتری اور کامیابی حاصل کرنے کی کنجی بتائی ہے جس سے دنیا بھر کے مسلمان اس کمزوری اور غم کو دور کر دیں گے۔ باب 3 علی عمران، آیت 139:

پس تم کمزور نہ ہو اور غم نہ کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو‘‘۔ ’’

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس برتری اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے صرف سچے مومن بننے کی ضرورت ہے۔ حقیقی عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجا لانا، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا مقابلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر سے کرنا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے لیے فرائض شامل ہیں، جیسے کہ دوسروں کے لیے وہی محبت کرنا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے جس کی نصیحت جامع ترمذی نمبر 2515 میں موجود حدیث میں آئی ہے۔ تعلیمات اس رویہ کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کامیابی اور برتری حاصل ہوئی۔ اور اگر مسلمان اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس راہ راست پر واپس آنا چاہیے۔ جیسا کہ مسلمان قرآن پاک پر یقین رکھتے ہیں انہیں اس سادہ سی تعلیم کو سمجھنا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔

نہ کوئی خوف نہ غم

:باب 6 الانعام، آیت 48

پس جو کوئی ایمان لائے اور اصلاح کرے، ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں ’’ گے۔‘‘

یہ آیت نیک اعمال کے ساتھ اپنے اندرونی عقیدے کی حمایت کی اہمیت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ ایک کے بغیر دوسرا حقیقی کامیابی اور اس آیت میں مذکور برکات کا باعث نہیں بنے گا۔ یہ ایک وجہ ہے کہ امت مسلمہ کو ایسی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ بہت سے لوگ اپنی زبان سے اسلام کا اعلان کرتے ہیں لیکن اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ رویہ انہیں خوف اور غم سے نجات نہیں دلائے گا اور نہ ہی اس کا اندازہ میڈیا اور مسلم قوم کی حالت پر نظر آتا ہے۔ دونوں پہلوؤں کو پورا کرنے والوں کو انعام دینے کا وعدہ کیا گیا ہے جس کا شمار نہ ہی کسی طرح سے کیا گیا ہے اور نہ ہی محدود ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا اجر ناقابل تصور ہو گا اور یہ ان کی دنیوی اور دینی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرے گا۔ یہ مسلمان سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز سے نہیں ڈریں گے اور دونوں جہانوں کی تمام مشکلات پر ان سے ڈرے بغیر کامیابی کے ساتھ قابو پالیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تحفظ اور حفاظت عطا کی ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مشکلات کے وقت غم کا سامنا نہیں کریں گے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا غم انہیں کبھی بھی شدید غم یعنی غم کی طرف نہیں دھکیلے گا جو اکثر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتا ہے جیسے کہ بے صبری۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک ایسی متوازن ذہنی حالت سے نوازے گا جس کے ذریعے وہ فخر محسوس کیے بغیر خوشی اور غم کا سامنا کیے بغیر خوشی کا تجربہ کریں گے۔ آسانی اور مشکلات دونوں وقتوں سے کامیابی سے نمٹنے کا یہ ایک اہم پہلو ہے۔

نصیحت سے فائدہ حاصل کرنا

باب 51 ذاریات، آیت 55:

"اور نصیحت کرو، کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے۔ "

ایمان انسان کو سچائی پر مضبوطی سے قائم رہنے اور قول و فعل دونوں میں ہر وقت اس کی پیروی کرنے کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس وجہ سے انہیں نصیحت قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ جو اپنے عقیدے پر عمل نہیں کرتا وہ آسانی سے حق کو رد کر دیتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ کفر ہی ہے جو کسی غیر مسلم کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے روکتا ہے۔

مسلمانوں کے لیے خاص طور پر اس دن اور دور میں یہ ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کے درمیان فرق کو سمجھیں جو بعض ایسے موضوعات پر بحث کرتے ہیں جنہیں متنازعہ سمجھا جا سکتا ہے تاکہ لوگوں کو مثبت تبدیلی کے ذریعے حقیقی طور پر فائدہ پہنچایا جا سکے اور ان لوگوں کے درمیان فرق کو سمجھیں جو صرف توجہ مبذول کرنے کے لیے ان مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ دوسروں کی جو لوگ معاشرے میں مثبت تبدیلی کے خواہاں ہیں وہ ہمیشہ دوسروں کے تئیں احترام اور اچھے کردار کا مظاہرہ کریں گے خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو وہ اپنے الفاظ کے ذریعے چیلنج کر رہے ہیں۔ وہ اپنے نقطہ نظر کا اعلان کرنے کے لئے کبھی بھی فحش زبان یا اعمال کا نتیجہ نہیں لیتے ہیں۔ وہ اپنے نقطہ نظر کی تائید کے لیے غلط تشریح یا غلط معلومات کے بغیر جس موضوع پر بحث کر رہے ہیں اس کا مطالعہ اور سمجھتے ہیں۔ ان کی تنقید ہمیشہ تعمیری ہوتی ہے اور معاشرے کی بہتری کے لیے ان کا حقیقی اور مخلصانہ ارادہ ان کے طرز عمل اور الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف مسلمانوں کو توجہ دینی چاہیے کیونکہ اگر وہ درست ہیں تو اس سے سب کے لیے معاشرہ بہتر ہو جائے گا۔ لیکن اگر ان کا نقطہ نظر غلط ہے تو وہ سچائی کو اس وقت قبول کریں گے جب دوسروں کی طرف سے ان پر واضح کیا جائے گا۔ لیکن جو لوگ اس صحیح رویے کے خلاف رویہ اختیار کرتے ہیں، خواہ وہ

میڈیا میں پائے جائیں یا کہیں اور، انہیں نظر انداز کر دینا چاہیے کیونکہ وہ لوگوں کی زندگیوں میں بہتری نہیں چاہتے۔ وہ توجہ کے لیے بھوکے ہیں اور ایک شیر خوار بچے کی طرح دوسروں کی توجہ مبذول کروانے کے لیے کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایسی ویڈیوز یا دیگر مواد کو گردش اور منتقل نہ کریں جو اس طرح کے لوگوں سے منسلک ہوں کیونکہ وہ ان کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں اور انہیں وہ توجہ دے رہے ہیں جس کی وہ بری طرح خواہش رکھتے ہیں۔ ان لوگوں سے بحث کرنا ان کی بری نیت اور رویے کی وجہ سے وقت کا مکمل ضیاع ہے۔ مسلمانوں کو اس کے بجائے اپنی کوششیں دوسری مفید جگہوں پر لگائیں جس سے ان کو اور دونوں جہانوں میں دوسروں کو فائدہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے فائدہ اٹھانا

باب 15 الحجر، آیت 77:

''بے شک اس میں مومنوں کے لیے نشانی ہے۔''

ایک مسلمان کے لیے ایک کلیدی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے، یعنی تخلیق میں کوئی بھی چیز بغیر عقلمندی کے واقع نہیں ہوتی، چاہے لوگ اس حکمت کو فوراً نہ دیکھیں۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ ہر وہ چیز جو پیش آتی ہو، خواہ وہ آسانی کے وقت ہو یا مشکل میں، ایک بوتل میں ایک پیغام کی طرح۔ انہیں بوتل کا جائزہ لینے اور جانچنے میں زیادہ نہیں پھنسنا چاہئے کیونکہ یہ محض ایک میسنجر ہے جو اہم پیغام پہنچاتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب مسلمان یا تو ان اچھی چیزوں پر خوش ہوتے ہیں جو اس طرح ہوتی ہیں اور اچھی چیز کے اندر موجود پیغام سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یا وہ مشکلات کے دوران غمگین ہو جاتے ہیں اس طرح مشکل کے اندر موجود پیغام کو سمجھنے کے لیے بہت زیادہ مشغول ہو جاتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ قرآن پاک کی نصیحت پر عمل کرنے کی بجائے ہر صورتحال کو متوازن انداز میں دیکھیں۔ باب 57 الحدید، آیت 23:

" تاکہ تم اس چیز پر نا امید نہ ہو جو تم سے چھوٹ گئی ہے اور جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس پر فخر نہ کرو۔"

یہ آیت مختلف حالات میں خوش یا غمگین ہونے سے منع نہیں کرتی کیونکہ یہ انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ لیکن یہ ایک متوازن نقطہ نظر کی نصیحت کرتا ہے جس کے تحت کوئی انتہائی جذبات سے بچتا ہے یعنی پرجوش جو حد سے زیادہ خوشی یا غم جو کہ ضرورت سے زیادہ اداسی ہے۔ یہ متوازن نقطہ نظر کسی کو اپنے ذہن کو بوتل کے اندر موجود زیادہ اہم پیغام پر مرکوز کرنے کی اجازت دے گا، اس صورت حال کے اندر چاہے یہ آسانی ہو یا مشکل کی صورت حال۔ چھپے

ہوئے پیغام کو جانچنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے ایک مسلمان اپنی دنیوی اور دینی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا سکتا ہے۔ بعض اوقات یہ پیغام جاگنے کی کال ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ جائیں، اس سے پہلے کہ ان کا وقت ختم ہو جائے۔ بعض اوقات یہ ان کے درجات کو بڑھانے کا ایک طریقہ ہو گا۔ دوسری بار ان کے گناہوں کو مٹانے کا ایک طریقہ اور بعض اوقات یہ یاد دہانی کہ وہ دنیاوی مادی دنیا اور اس میں موجود چیزوں سے خود کو منسلک نہ کریں۔ اس تشخیص کے بغیر کوئی شخص اپنی دنیوی یا دینی زندگی کو بہتر بنائے بغیر محض واقعات سے گزرے گا۔

شکوک و شبہات دور ہوتے ہیں۔

باب 49 الحجرات، آیت 15:

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر شک نہ کیا‘‘۔’’

شکوک بہت سے مسلمانوں کو متاثر کرتے ہیں اور ان کے اسلام کے لیے نقصان دہ بن سکتے ہیں۔ لیکن ایمان کو عملی جامہ پہنانے سے تمام شکوک و شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔ ایمان ان شبہات کا مقابلہ کرتا ہے جو شیطان اور لوگوں کے ذریعے ڈالے جاتے ہیں۔

تمام مسلمان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ان کے ایمان کی مضبوطی ہر شخص میں مختلف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، وہ جو اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے کیونکہ ان کے خاندان نے انہیں بتایا تھا کہ وہ اس جیسا نہیں ہے جو ثبوت کے ذریعے اس پر یقین رکھتا ہے۔ جس شخص نے کسی چیز کے بارے میں سنا ہے وہ اس پر اس طرح یقین نہیں کرے گا جس طرح وہ اپنی آنکھوں سے اس چیز کو دیکھ چکا ہے۔

جیسا کہ سنن ابن ماجہ نمبر 224 میں موجود حدیث سے ثابت ہے کہ مفید علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ ایک بہترین طریقہ ہے جس سے ایک مسلمان اسلام پر اپنے ایمان کو مضبوط کر سکتا ہے۔ اس کا تعاقب کرنا ضروری ہے کیونکہ جس کے ایمان پر یقین جتنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے اس کے صحیح راستے پر ثابت قدم رہنے کا موقع اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے، خاص طور پر جب مشکلات کا سامنا ہو۔ اس کے علاوہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر 3849 میں یقین کا یقین رکھنے کو بہترین چیزوں میں سے ایک قرار دیا گیا ہے۔ یہ علم قرآن پاک اور حدیث نبوی کا مطالعہ کرکے حاصل کیا جانا چاہیے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک معتبر ذریعہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہ صرف ایک حقیقت کا اعلان کیا بلکہ مثالوں کے ذریعے اس کا ثبوت بھی دیا۔ نہ صرف وہ مثالیں جو ماضی کی قوموں میں پائی جاتی ہیں بلکہ ایسی مثالیں جو کسی کی اپنی زندگی میں رکھی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت کی ہے کہ بعض اوقات انسان کسی چیز سے محبت کرتا ہے حالانکہ اگر وہ اسے حاصل کر لیتا ہے تو وہ اسے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح وہ کسی چیز سے نفرت کر سکتے ہیں جبکہ اس میں ان کے لیے بہت سی بھلائیاں پوشیدہ ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

تاریخ میں اس سچائی کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے معاہدہ حدیبیہ۔ کچھ مسلمانوں کا خیال تھا کہ یہ معاہدہ، جو مکہ کے غیر مسلموں کے ساتھ کیا گیا تھا، مکمل طور پر مؤخر الذکر گروہ کی حمایت کرے گا۔ اس کے باوجود تاریخ واضح طور پر بتاتی ہے کہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ یہ واقعہ صحیح بخاری نمبر 2731 اور 2732 میں موجود احادیث میں مذکور ہے۔

اگر کوئی اپنی زندگی پر غور کرے تو انہیں بہت سی ایسی مثالیں ملیں گی جب وہ یقین کرتے تھے کہ کوئی چیز اچھی تھی جب وہ ان کے لیے بری تھی اور اس کے برعکس۔ یہ مثالیں اس آیت کی صداقت کو ثابت کرتی ہیں اور ایمان کو مضبوط کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

ایک اور مثال باب 79 عن نازیات، آیت 46 میں ملتی ہے:

”جس دن وہ)قیامت کے دن (کو دیکھیں گے کہ گویا وہ اس دنیا میں ایک دوپہر یا صبح کے سوا باقی نہیں رہے تھے۔“

تاریخ کے اوراق پلٹیں تو صاف نظر آئے گا کہ کتنی بڑی سلطنتیں آئیں اور گئیں۔ لیکن جب وہ چلے گئے تو ان کا اس طرح انتقال ہو گیا گویا وہ ایک لمحے کے لیے زمین پر ہیں۔ ان کی چند نشانیوں کے علاوہ باقی سب ایسے مٹ گئے ہیں جیسے وہ زمین پر پہلے کبھی موجود ہی نہیں تھے۔ اسی طرح، جب کوئی اپنی زندگی پر غور کرے گا تو وہ محسوس کرے گا کہ چاہے وہ کتنے ہی بوڑھے کیوں نہ ہوں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ ان کی مجموعی زندگی کتنی ہی سست محسوس ہوئی ہو گی۔ اس آیت کی سچائی کو سمجھنا انسان کے یقین کو مضبوط کرتا ہے اور اس سے انہیں تحریک ملتی ہے کہ وہ وقت ختم ہونے سے پہلے آخرت کی تیاری کریں۔

قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ لہٰذا انسان کو ان الہٰی تعلیمات کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ یقین کو اپنا سکے۔ جو اس کو حاصل کر لے گا وہ کسی بھی مشکل سے متزلزل نہیں ہوگا اور اس راستے پر ثابت قدم رہے گا جو جنت کے دروازوں کی طرف جاتا ہے۔ باب 41 فصیلات، آیت 53:

”ہم اُن کو اپنی نشانیاں افق اور اُن کے اندر دکھائیں گے یہاں تک کہ اُن پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے“۔

مخلص توبہ کی ترغیب دیتا ہے۔

باب 66 تحریم، آیت 8:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے سچی توبہ کرو۔ "

سنن ابن ماجہ نمبر 4251 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ لوگ گناہ کرتے ہیں لیکن بہترین گناہ کرنے والا وہ ہے جو سچی توبہ کرے۔

چونکہ لوگ فرشتے نہیں ہیں وہ گناہ کرنے کے پابند ہیں۔ وہ چیز جو ان لوگوں کو خاص بناتی ہے جب وہ اپنے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرتے ہیں۔ سچی توبہ میں پشیمانی کا احساس، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا، اور جس پر بھی ظلم ہوا ہے، دوبارہ گناہ یا اس سے ملتا جلتا گناہ نہ کرنے کا پختہ وعدہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حوالے سے جو حقوق پامال ہوئے ہیں ان کی تلافی کرنا شامل ہے۔ ، عالی، اور لوگ۔

غور طلب بات یہ ہے کہ صغیرہ گناہوں کو اعمال صالحہ کے ذریعے مٹایا جا سکتا ہے جس کی بہت سی احادیث میں نصیحت کی گئی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم نمبر 550 میں موجود ہے۔ جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو ان کے درمیان چھوٹے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔

کبیرہ گناہ صرف سچی توبہ سے مٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے، چھوٹے اور کبیرے، اور اگر ایسا ہو جائے تو فوراً سچے دل سے توبہ کرے کیونکہ موت کا وقت معلوم نہیں ہے۔ اور انہیں چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیں، اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرتے ہوئے ۔

کبیرہ گناہوں پر استقامت سے روکتا ہے۔

باب 4 النساء، آیت 31:

" اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور تمہیں جنت میں داخل کریں گے۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن نسائی نمبر 4873 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ جب کوئی شخص زنا، شراب نوشی، چوری یا کسی کو قتل کر رہا ہو تو وہ ایمان نہیں لاتا۔

جو بھی کبیرہ گناہوں میں لگا رہتا ہے وہ ایسا اس لیے کرتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کو درست کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ یہ ایک مسلمان کو ان گناہوں کا ارتکاب کرنے کی اجازت دیتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ رہا ہے۔ ایمان کو عملی جامہ پہنانے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرم و حیا، اس کی محبت، اس کے اجر کی امید، اس کے عذاب کا خوف اور ایک ایسا نور پیدا ہوتا ہے جو کبیرہ گناہوں پر جمے رہنے سے روکتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

صحیح بخاری نمبر 13 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار نصیحت فرمائی کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ دوسروں کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس خصوصیت کو اپنانے میں ناکام رہے تو وہ اپنا ایمان کھو دے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس نصیحت پر عمل نہ کریں۔ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ مسلمان اس وقت تک اپنا ایمان مکمل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دوسروں کے لیے بھی وہ چیز ناپسند نہ کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔ اس کی تائید صحیح مسلم نمبر 6586 میں موجود ایک اور حدیث سے ہوتی ہے۔ یہ نصیحت کرتی ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم کی مانند ہے۔ جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو باقی جسم درد میں شریک ہوتا ہے۔ اس باہمی احساس میں دوسروں کے لیے محبت اور نفرت شامل ہے جو کوئی اپنے لیے پسند کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے۔

ایک مسلمان کو یہ مقام صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب اس کا دل بغض اور حسد سے پاک ہو۔ یہ بُری خصلتیں انسان کو ہمیشہ اپنے لیے بہتر کی خواہش کا باعث بنتی ہیں۔ پس درحقیقت یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اچھی خصلتوں کو اپنا کر اپنے دل کو پاک کرنا چاہیے جیسا کہ معاف کرنے والا ہونا اور حسد جیسی بری خصلتوں کو ختم کرنا چاہیے۔ یہ صرف قرآن پاک کی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔

مسلمانوں کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دوسروں کے لیے بھلائی کی خواہش کرنا انہیں اچھی چیزوں سے محروم کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے کی کوئی حد نہیں اس لیے خود غرضی اور لالچی ذہنیت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوسروں کے لیے بھلائی کی خواہش میں دوسروں کی مدد کرنے کی کوشش کرنا بھی شامل ہے، جیسے کہ مالی یا جذباتی مدد، اسی طرح ایک شخص چاہتا ہے کہ دوسروں کی ضرورت کے وقت ان کی مدد کریں۔ اس لیے اس محبت کو صرف الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے ظاہر کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ جب کوئی مسلمان برائی سے منع کرتا ہے اور ایسی نصیحت کرتا ہے جو دوسروں کی خواہش کے خلاف ہو تو اسے نرمی سے اس طرح کرنا چاہئے جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے انہیں نرمی سے نصیحت کریں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، زیر بحث اہم حدیث ان تمام برے خصلتوں کو ختم کرنے کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے جو باہمی محبت اور نگہداشت سے متصادم ہوں، جیسا کہ حسد۔ حسد اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی خاص نعمت کا مالک ہونا چاہتا ہے جو صرف اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اسے کسی اور سے چھین لیا جائے۔ یہ رویہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب کردہ نعمتوں کی تقسیم کے لیے براہ راست چیلنج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور حسد کرنے والے کی نیکیوں کو برباد کرنے کا باعث ہے۔ سنن ابوداؤد نمبر 4903 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔ اگر ایک مسلمان دوسرے کے پاس حلال چیزوں کی خواہش رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے وہی چیز عطا کرے جو دوسرے شخص کو ضائع نہ ہو۔ نعمت .اس قسم کی حسد جائز ہے اور مذہب کے پہلوؤں میں قابل تعریف ہے۔ صحیح مسلم نمبر 1896 میں موجود ایک حدیث میں اس کی نصیحت کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت کی ہے کہ مسلمانوں کو صرف اس دولت مند سے حسد کرنا چاہئے جو اپنی دولت کا صحیح استعمال کرے۔ اور ایک ایسے علم والے سے رشک کریں جو اپنے علم کو اپنے اور دوسروں کے فائدے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

ایک مسلمان کو نہ صرف دوسروں کے لیے دنیاوی نعمتوں کے حصول کے لیے محبت کرنی چاہیے بلکہ ان کے لیے دونوں جہانوں میں دینی برکات حاصل کرنے کے لیے بھی محبت کرنی چاہیے۔ درحقیقت جب کوئی دوسروں کے لیے یہ خواہش کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کے احکام کی تعمیل کرنے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرنے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسلام میں اس قسم کے صحت مند مقابلے کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ باب 83 المطففین، آیت 26:

"تو اس کے لیے حریفوں کو مقابلہ کرنے دیں۔..."

یہ ترغیب ایک مسلمان کو اپنے کردار میں کسی خامی کو تلاش کرنے اور اسے دور کرنے کے لیے اپنا جائزہ لینے کی بھی ترغیب دے گی۔ جب یہ دونوں عناصر معنی کو یکجا کرتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت میں جدوجہد کرتے ہیں، اور کردار کو پاک کرتے ہیں، تو یہ دونوں جہانوں میں کامیابی کا باعث بنتا ہے۔

اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسروں سے محبت کا دعویٰ نہ صرف زبانی طور پر کرے بلکہ اپنے عمل سے ظاہر کرے۔ امید ہے کہ جو اس طرح دوسروں کی فکر کرتا ہے اسے دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی فکر حاصل ہوگی۔ اس کی طرف جامع ترمذی نمبر 1930 میں موجود حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

سنن نسائی نمبر 4998 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچے مسلمان اور سچے مومن کی نشانیاں بتائی ہیں۔ سچا مسلمان وہ ہے جو دوسروں کی زبانی اور جسمانی اذیت کو دور رکھے۔ اس میں درحقیقت تمام لوگ شامل ہیں خواہ ان کا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ اس میں ہر قسم کے زبانی اور جسمانی گناہ شامل ہیں جو کسی دوسرے کو نقصان یا تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ اس میں دوسروں کو بہترین نصیحت نہ کرنا بھی شامل ہے کیونکہ یہ دوسروں کے ساتھ اخلاص کے خلاف ہے جس کا حکم سنن نسائی نمبر 4204 میں موجود حدیث میں آیا ہے۔ اس میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تلقین کرنا اور گناہوں کی طرف دعوت دینا بھی شامل ہے۔ .ایک مسلمان کو اس رویے سے بچنا چاہیے کیونکہ ان سے ہر اس شخص کا حساب لیا جائے گا جو ان کی بری نصیحت پر عمل کرے گا۔ صحیح مسلم نمبر 2351 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔

جسمانی نقصان میں دوسرے لوگوں کی روزی روٹی کے لیے مسائل پیدا کرنا، دھوکہ دہی کا ارتکاب کرنا، دوسروں کو دھوکہ دینا اور جسمانی زیادتی شامل ہے۔ یہ تمام خصوصیات اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں اور ان سے بچنا چاہیے۔

زیر بحث اصل حدیث کے مطابق سچا مومن وہ ہے جو دوسروں کی جان و مال سے ان کے نقصان کو دور رکھے۔ ایک بار پھر، یہ تمام لوگوں پر لاگو ہوتا ہے قطع نظر ان کے عقیدے کے۔ اس میں چوری کرنا، غلط استعمال کرنا یا دوسروں کی املاک اور سامان کو نقصان پہنچانا شامل ہے۔ جب بھی کسی کو کسی دوسرے کی جائیداد سونپ دی جائے تو اسے یہ یقینی بنانا چاہیے کہ وہ اسے صرف مالک کی اجازت سے اور اس طریقے سے استعمال کریں جو مالک کو خوش اور راضی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن نسائی نمبر 5421 میں موجود حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی دوسرے کا مال ناجائز طور پر لے، چاہے وہ ایک ٹہنی کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ درخت جہنم میں جائے گا۔

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے زبانی اعلان کو عمل کے ساتھ کرے کیونکہ یہ کسی کے عقیدے کا جسمانی ثبوت ہیں جو قیامت کے دن کامیابی حاصل کرنے کے لیے درکار ہوں گے۔ اس کے علاوہ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے بارے میں سچے عقیدے کی خصوصیات کو پورا کرنا چاہیے۔ لوگوں کے ساتھ اس کو حاصل کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے جیسا کہ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ سلوک کریں، جو کہ احترام اور امن کے ساتھ ہے۔

جہنم سے حفاظت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی احادیث ہیں جو بنی نوع انسان کو نصیحت کرتی ہیں کہ جو شخص گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آخری رسول ہیں، جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے۔ ایسی ہی ایک مثال صحیح بخاری نمبر 128 میں موجود ہے۔

ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اس گواہی پر ایمان لاتے ہوئے مرے گا وہ یا تو جنت میں جائے گا اور جہنم سے بچ جائے گا یا وہ اپنے گناہوں کی حد تک جہنم میں داخل ہوں گے اور پھر آخرکار جنت میں داخل ہو جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ صحیح بخاری نمبر 7510 میں موجود حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ جو لوگ جہنم میں داخل ہوئے بغیر جنت میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہیں انہیں نہ صرف زبانی طور پر اسلام پر ایمان کا اعلان کرنا چاہیے بلکہ اس کی شرائط اور فرائض کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ ایمان کی گواہی بلاشبہ جنت کی کنجی ہے لیکن ایک مخصوص دروازے کو کھولنے کے لیے چابی کو دانتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنت کی کنجی کے دانت اس کے فرائض اور فرائض ہیں۔ ان کے بغیر معنی، دانتوں کے بغیر چابی، جنت کا دروازہ نہیں کھولے گی۔ یہ بات بہت سی احادیث سے ثابت ہے جو کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے اسلام کی شرائط اور فرائض کو پورا کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر صحیح بخاری نمبر 1397 میں موجود ایک حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گواہی کی تائید اسلام کے ستونوں کی شکل میں ہونے والے اعمال سے ہونی چاہیے، جیسے کہ فرض نماز۔

گواہی کا پہلا حصہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ہی واحد ہے جس کی اطاعت لازم ہے اور کبھی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود تسلیم کرتا ہے تو اسے کسی ایسی چیز کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے جو اس کی نافرمانی کا

باعث بنتی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا مالک ہے اور وہ صرف اس کے بندے ہیں۔ لیکن جس لمحے کوئی ایسی بات مانتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہے تو انہوں نے اس کی وحدانیت پر اپنے اعتقاد کو خراب کر دیا جس کی طرف باب 45 الجثیہ آیت 23 میں اشارہ کیا گیا ہے:

‘‘کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟’’

قرآن کریم نے مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ درحقیقت شیطان کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اس کی اطاعت کی ہے۔ باب 36 یاسین، آیت 60:

’’ اے بنی آدم کیا میں نے تم کو یہ وصیت نہیں کی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔‘‘

وہ مسلمان جو اپنی خواہشات، دوسروں کی خواہشات اور شیطان کے احکام کو ٹھکرا کر صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں، انہوں نے واقعی اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ ان مسلمانوں کو دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت عطا کی گئی ہے۔ ان مسلمانوں نے عملی طور پر اسلام کی گواہی کو عملی جامہ پہنایا ہے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق مخلصانہ عمل کے ساتھ اپنے زبانی اور باطنی دعوے کی تائید کی۔ جب کوئی اپنی روایات کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس نے گواہی کے دوسرے پہلو کو پورا کیا ہے، یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور آخری رسول ہیں۔ یہ وہ مسلمان ہیں جن کا ذکر صحیح بخاری نمبر 128 میں موجود حدیث میں ہے۔ اس میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

جو شخص زبان سے اسلام کا اعلان کرتا ہے اور باطنی طور پر اسے قبول کرتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ان کا سچا ایمان ان کے گناہوں کے حساب سے کم ہو جاتا ہے۔

گواہی پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کا ایک پہلو اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ محبت کرنا ہے۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابوداؤد نمبر 4681 میں موجود ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص ان چیزوں سے محبت کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی، سنن ابن ماجہ نمبر 2333 میں موجود ایک حدیث کے مطابق مسلمانوں کو آپ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 31:

’’کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا‘‘۔

اسلامی تعلیمات سے یہ بات واضح ہے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اسے ناپسند کرتا ہے اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اسے ناپسند کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انسان اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوپر ان کی اطاعت کرتا ہے۔ یہ رویہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین کو کم کر دیتا ہے۔ درج ذیل آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اس ذہنیت کو اختیار کرنا اسلام کی گواہی کے حقیقی عقیدہ سے انحراف ہے۔ باب 9 توبہ آیت 24:

’’کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے رشتہ دار، وہ مال جو تم نے حاصل کیا ہے، وہ تجارت جس کے زوال کا تمہیں ڈر ہے، اور وہ مکانات جن سے تم خوش ہو، تمہیں اس سے زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ اور اس کا رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرتے رہو، پھر انتظار کرو جب تک کہ اللہ اپنا حکم نافذ نہ کر دے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، اپنی خواہشات کے مطابق اس کی عبادت کنارے پر کرتا ہے۔ جو یعنی جب ان پر آسانی ہوتی ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں لیکن جب ان پر مشکلات آتی ہیں تو غصے میں اس کی اطاعت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ باب 22 الحج، آیت 11:

"اور لوگوں میں سے وہ ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے۔ اگر اسے اچھائی چھو جاتی ہے، تو اسے تسلی ملتی ہے۔ لیکن اگر وہ آزمائش میں پڑ جائے تو وہ منہ موڑ لیتا ہے۔ اس نے دنیا اور آخرت کھو دی ہے۔ یہی صریح نقصان ہے۔''

صحیح بخاری نمبر 6502 میں موجود ایک حدیث مسلمانوں کو بتاتی ہے کہ ایمان کی گواہی پر صحیح طریقے سے کیسے ایمان لایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے جو کہ اگلے جہان میں جہنم کی آگ سے نقصان پہنچنے سے بچ جائے۔ یہ سب سے پہلے فرض کے فرائض کو ان کی تمام شرائط اور آداب کو پورا کرتے ہوئے صحیح طریقے سے ادا کرنا ہے۔ پھر اس میں رضاکارانہ طور پر اعمال صالحہ کا اضافہ کرنا چاہیے، جن میں سے سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ روایات ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا باعث بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان کے جسم کے ہر عضو کو طاقت بخشتا ہے تاکہ وہ صرف اس کی اطاعت کریں۔ یہ سچی اور مخلصانہ اطاعت ایمان کی شہادت کی تکمیل ہے۔ یہ وہ دل ہے جس میں صرف اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور دنیاوی خواہشات اور مادی دنیا کی محبت سے پاک ہے۔ باب 26 اشعرا، آیات 88-89:

''جس دن مال اور اولاد کسی کے کام نہ آئے گی۔ لیکن صرف وہی جو اللہ کے پاس سچے دل کے ساتھ آتا ہے۔"

غور طلب ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان سے سچے دل سے توبہ کرتے ہیں جب بھی وہ کم ہی کرتے ہیں۔

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کی گواہی کو نہ صرف داخلی اور زبانی طور پر بیان کریں بلکہ اپنے عمل میں بھی اس کا اظہار کریں کیونکہ یہی دنیا میں حقیقی کامیابی اور آخرت میں عذاب سے مکمل طور پر بچنے کا واحد راستہ ہے۔ .

جنت کا حصول

باب 9 توبہ آیت 72:

’’ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور ہمیشہ رہنے والے باغوں میں خوشگوار مکانات کا...

غور طلب بات یہ ہے کہ جنت میں صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے داخل ہوگا۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 5673 میں موجود ایک حدیث سے ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر عمل صالح صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ممکن ہے، علم، الہام، قوت اور عمل کرنے کے موقع کی صورت میں۔ یہ فہم انسان کو غرور اختیار کرنے سے روکتی ہے جس سے بچنا ضروری ہے کیونکہ انسان کو جہنم میں لے جانے کے لیے صرف ایک ایٹم کی قدر کی ضرورت ہوتی ہے۔ صحیح مسلم نمبر 267 میں موجود حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ ایک مسلمان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اعمال صالحہ کی صورت میں درحقیقت ایک نور ہے جسے دنیا میں جمع کرنا ہو گا اگر وہ آخرت میں رہنمائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان غفلت میں زندگی بسر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجا لا کر، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اس نور کو دنیا میں جمع کرنے سے باز رہتا ہے تو آخرت میں اس سے اس نور ہدایت کی امید کیسے کی جاسکتی ہے؟

تمام مسلمانوں کی خواہش ہے کہ وہ جنت میں اللہ کے سب سے بڑے بندوں جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں۔ لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ بغیر عمل کے محض اس کی

تمنا کرنے سے یہ کام نہیں ہو گا ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کرتے۔ سیدھے الفاظ میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی جتنی زیادہ کوشش کرے گا، آخرت میں اس کے اتنے ہی قریب ہوں گے۔

جنت کی سب سے بڑی نعمت جسمانی طور پر اللہ عزوجل کا مشاہدہ کرنا ہے جس کا ذکر صحیح بخاری کی حدیث نمبر 7436 میں موجود ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس ناقابل تصور نعمت کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے عملی طور پر اس درجہ فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو حدیث میں مذکور ہے۔ صحیح مسلم، نمبر 99 میں پایا جاتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص نماز جیسے اعمال انجام دیتا ہے، گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے، ان کو نظر انداز کر رہا ہے۔ یہ رویہ اللہ تعالیٰ کی مستقل اور مخلصانہ اطاعت کو یقینی بناتا ہے۔ امید ہے کہ ایمان کے اس درجے کے لیے کوشش کرنے والے کو آخرت میں جسمانی طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی سعادت حاصل ہوگی۔

ایمان حقیقی مومن کا سہارا ہے۔

ایک مسلمان خوشی، غم، پریشانی، خوف، سلامتی، اطاعت اور نافرمانی جیسے تمام حالات میں اپنے ایمان کا سہارا لیتا ہے۔

خوشی اور آسانی کے وقت ایک سچا مومن اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے، عملی طور پر ان نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے جو اسے حاصل ہوئی ہیں ان طریقوں سے جو اس کو خوش کرتے ہیں۔ یہ دونوں جہانوں میں اجر عظیم اور مزید برکات کا باعث بنتا ہے۔

مصیبت کے وقت ایک مومن اپنے ایمان کو حقیقی معنوں میں تسلی اور سہارا دے کر اس بے شمار انعام سے ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار رہتے ہیں۔ باب 39 از زمر، آیت 10:

‘‘بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا]یعنی حد[۔ ’’

خوف کے وقت ایک سچا مومن اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہ کر اپنے ایمان کو عملی جامہ پہناتا ہے جو ان کے ایمان کی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 173:

’’ وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا ان سے ڈرو۔ لیکن اس نے ان کے ایمان میں اضافہ کیا..."

سلامتی کے اوقات میں ایک مومن اپنے ایمان کو حقیقت بناتا ہے جو اسے متکبر ہونے سے روکتا ہے۔ اس کے بجائے وہ اپنے آپ کو یہ جانتے ہوئے عاجزی کرتے ہیں کہ تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے نہیں آتیں۔

اطاعت کے اوقات میں ایک سچا مومن اپنے ایمان کو حقیقی معنوں میں الہام، طاقت، موقع اور اپنے اعمال صالحہ کی قبولیت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو تسلیم کرتا ہے۔ یہ فخر کو روکتا ہے ایک ایٹم کی قیمت جو کسی کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 265 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ وہ اللہ عزوجل سے اپنے اعمال کی قبولیت کے لیے التجا کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ اعمال صالحہ کی قدر تب ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرماتا ہے۔

معصیت کے وقت مومن سچے دل سے توبہ کی طرف دوڑ کر اپنے ایمان کو درست کرتا ہے اور وہ اپنے فیصلے میں ہونے والی کوتاہی کو پورا کرنے کے لیے زیادہ نیک اعمال انجام دیتے ہیں۔

لہٰذا سچے مومنین جو اپنے ایمان کو عملی جامہ پہناتے ہیں وہ ہمیشہ اپنے ایمان کی طرف لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مسلسل جدوجہد کرتے ہیں جس میں اس کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرنا اور تقدیر کا مقابلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ کرنا ہے۔ ، السلام علیکم

نتیجہ

بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا عقیدہ اور اپنے خدا کی اطاعت ان کے دلوں میں ہے اس لیے انہیں عملی طور پر اس کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بدقسمتی سے، اس احمقانہ ذہنیت نے بہت سے مسلمانوں کو متاثر کیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک خالص وفادار دل کے مالک ہیں حالانکہ وہ اسلام کے واجبات کو ادا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ نمبر 3984 میں موجود ایک حدیث میں واضح طور پر اعلان فرمایا ہے کہ جب کسی کا دل پاک ہوتا ہے تو جسم بھی پاک ہوتا ہے یعنی اس کے اعمال درست ہوجاتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کا دل فاسد ہو تو جسم فاسد ہو جاتا ہے یعنی اس کے اعمال فاسد اور غلط ہوں گے۔ لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے فرائض کو عملی طور پر ادا نہیں کرتا وہ کبھی بھی پاک دل نہیں ہوسکتا۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان کا عملی طور پر مظاہرہ کرنا ان کا ثبوت اور شہادت ہے جو قیامت کے دن جنت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اس عملی ثبوت کا نہ ہونا اتنا ہی احمقانہ ہے جتنا ایک طالب علم جو اپنے استاد کو خالی امتحانی پرچہ واپس دے دیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ ان کا علم ان کے ذہن میں ہے اس لیے انہیں امتحان کے سوالات کے جوابات دے کر اسے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ طالب علم جس طرح ناکام ہو گا اسی طرح وہ شخص جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کے بغیر اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے قیامت تک پہنچے گا، خواہ وہ اس پر ایمان رکھتا ہو۔ ان کا دل.

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: https://shaykhpod.com/books/
eBooks/AudioBooks کے لیے بیک اپ سائٹ:
https://archive.org/details/@shaykhpod

شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:
https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf

https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس: https://shaykhpod.com/books/#audio
روزانہ بلاگز: https://shaykhpod.com/blogs/
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics/
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts/
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman/
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid /
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/
لائیو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/live/

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:
https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe

Achieve Noble Character